حضرت علیؑ کی حکومت اور اس کا نظام کار

محمد باقر انصاری

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ صدر اسلام نہایت حساس حالات وحادثات سے معمور رہی ہے اور رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد اُن حالات کی حساسیت میں قدرے اضافہ ہی دکھائی دیتا ہے اور امت مسلمہ غیر معمولی و کربناک سیاسی حالات میں گھری ہوئی نظر آتی ہے یہاں تک کہ ایک مختصر مدت کے بعد، امت مسلمہ حضرت علیؑ کے دروازہ پر کھڑی ہوئی دکھائی دیتی ہے اور حضرت علیؑ بھی اسلام کے شیرازہ کو انتشار اور دربدری سے بچانے کے لئے حکومت کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے اسلامی حکومت کے خدوخال کا تعین فرماتے ہیں۔ ذیل میں نہج البلاغہ کے چند اقتباسات کی روشنی میں اس خدوخال کی ایک جھلک حاضر خدمت ہے۔

قرآن اور احادیث پر مبنی حکومت

حضرت علیؑ نے مادی دنیا اور اس کی رونقوں کی طرف ذرا سا بھی دھیان نہیں دیا، انہوں نے ماسوا خدا کے اور کسی بھی چیز کے بارے میں ذرا سا بھی نہیں سوچا اور وہ اسلام کے الہامی احکام کی پابندی کرتے رہے، اس بارے میں وہ کہتے ہیں۔

''میری نظر میں تمہاری دنیا کی رونق بکری کی ایک چھینک سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔''
(نہج البلاغہ خطبہ ۷)

اس ضمن میں اگر ہم نہج البلاغہ کے خطبات کا مطالعہ کریں تو ہم کو پتہ چلے گا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کے احکام اور احادیث نبوی یا دونوں کی مجموعی بنیاد پر مبنی حکومت چلانے کے طریقے کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں۔

انہوں نے مسلمانوں کو متنبہ کیا ہے کہ وہ ان دونوں سیدھے اور سچے راستوں سے ذرا بھی تجاوز نہ کریں، ذیل میں نہج البلاغہ کے چند حوالے بطور مثال پیش کئے جا رہے ہیں:

۱۔ یاد رکھو اللہ نے تمہیں کتاب دی ہے تمہاری رہنمائی کے لئے، اس کتاب میں صاف صاف وضاحت و صراحت کر دی گئی ہے حق و باطل کی، نیکی اور بدی کی، سچ اور جھوٹ کی، تمہیں سچائی اور حق کا راستہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ تم صراط مستقیم پر قائم رہو، تمہیں بدی اور شر کے راستے سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے تاکہ تم نجات اور بخشش حاصل کر سکو۔ (نہج البلاغہ ۱۷۲)

یہ سطور نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۷۲ کے ابتدائی حصہ سے ماخوذ ہیں جو حضرت علیؑ نے اپنی خلافت شروع کرتے ہوئے عوام کے ایک مجمع میں دیا تھا۔

۲۔ خدا کی قسم مجھے حکمرانی یا خلافت کی کوئی خواہش یا آرزو نہیں تھی۔ تم سب نے مجھے اس منصب کو قبول کرنے کی دعوت دی تو میں نے اس کو قبول کر لیا اور جب میں نے یہ منصب قبول کر لیا اور تمہارا خلیفہ بن گیا تو پھر میں نے قرآن مجید اور احادیث نبوی کے مطابق اس منصب کے فرائض اور ذمہ داریوں کو انجام دینا شروع کیا۔

(نہج البلاغہ خطبہ ۲۱۰)

۳۔ جب لوگوں نے (معاویہ اور ساتھیوں نے) مجھے فیصلۂ قرآن کی طرف بلایا تو میں اللہ کی اس کتاب کی طرف سے روگردانی نہیں کر سکتا تھا۔ اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کوئی اختلاف ہو تو پھر اللہ اور اس کے پیغمبرؐ کی طرف رجوع کرو۔ (۵۹:۴) اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں قرآن مجید کو دیکھنا اور پڑھنا چاہیے اور اس میں دیئے گئے احکام وہدایات کے مطابق عمل کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم پیغمبرؐ کی پیروی کریں اور ان کی سنت کے مطابق عمل کریں۔

اگر ہم قرآن مجید کے احکام کی سچائی اور اخلاص کے ساتھ پیروی کرتے ہیں اور اپنے دل و دماغ میں کوئی وسوسہ یا شک نہیں رکھتے تو ہر شخص دیکھے گا کہ ہمیں اس عمل سے کتنا فائدہ ہوتا

ہے اسی طرح اگر ہم سنت رسولؐ پر عمل کرتے ہیں تو ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں اپنے اس عمل کا کتنا فائدہ ہو پہنچتا ہے۔ (نہج البلاغہ ۱۲۸)

۴۔ خدا کی قسم میں جو کہتا ہوں وہ قرآن مجید اور اللہ کے وعدوں کے عین مطابق ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے کہ جو لوگ اللہ کو اپنا مالک و مختار مانتے ہیں اور پختہ یقین و ایمان رکھتے ہیں انہیں فرشتے یہ نوید دیں گے کہ تم نہ خوفزدہ ہو نہ غمگین ہو، بہشت بریں کے اس فرحت آفریں مقام پر آؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ (۳۰:۴۱ مفہوم) اگر تم اللہ کو اپنا حاکم مانتے ہو تو پھر تمہارا یہ فرض ہے کہ اس نے اپنی کتاب قرآن مجید میں جو احکام دئے ہیں ان کی تعمیل کی جائے، دین کی تعلیمات کی پیروی کی جائے اور اسلام نے عبادت کے جو طریقے بتائے ہیں، ان طریقوں سے اللہ کی عبادت و بندگی کی جائے تم اللہ کے حلقے سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرو کیونکہ قیامت کے دن اللہ سے روگردانی کرنے والوں کو اللہ کی رحمت اور اس کے کرم میں سے کوئی حصہ میسر نہیں آئے گا۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۸۱)

نہج البلاغہ کے خوبصورت اقتباسات میں سے یہ چند فقرے محض مثال کے طور پر لئے گئے ہیں جو اسلامی حکومت کے خدوخال حضرت علیؑ کے خیالات اور انداز فکر کو واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں۔

ان نظریوں پر مبنی اسلامی حکومت کے جو خدوخال حضرت علیؑ نے وضع کئے ہیں، ان کی نمایاں مثال ہیں مالک اشتر اور عثمان بن حنیف کے نام لکھے جانے والے مکتوبات، اسلامی حکومت کے بارے میں حضرت علیؑ کا جو نقشہ یا منصوبہ تھا وہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

اسلامی حکومت کا منصوبہ

اسلامی حکومت کا منصوبہ چار بنیادی مقاصد پر مبنی ہے۔

☆۱۔ محاصل کی وصولیابی، جو کہ اسلامی حکومت کے بجٹ کا خصوصی مالی وسیلہ ہے۔

☆۲۔ اسلامی حکومت کے دشمنوں سے اور مخالفت کرنے والے عناصر سے جنگ۔

☆۳۔ اصلاح قوم اور کار بہبود۔

☆۴۔ شہر و دیہات کی ترقی اور آبادکاری۔

حضرت علیؑ کی اسلامی حکومت کے یہ عمومی اور بنیادی اصول ہیں۔ مالک اشتر کے نام لکھے جانے والے مکتوب کے حوالوں سے ہم ذیل میں ان عمومی و بنیادی اصولوں کی تفصیلات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ نہج البلاغہ میں اگرچہ اس ضمن کے دوسرے مکتوبات و خطبات بھی موجود ہیں لیکن ہم نے اسی ایک جامع مکتوب کو اپنی گفتگو کے لئے منتخب کرلیا ہے۔

محاصل اور شہر و دیہات کی ترقیات کے لئے حضرت علیؑ کے رہبرانہ قواعد و اصول کو ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

۱۔ محاصل ہی حکومت کی آمدنی کا خاص وسیلہ ہوتے ہیں جن کے بغیر کوئی بھی حکومت اپنا کاروبار نہیں چلاسکتی۔ اس لئے محاصل کی وصولیابی کے طریقۂ کار کی پوری پوری نگرانی کی جانی چاہئے۔

۲۔ محاصل کی وصولیابی، حساب کتاب، سرمایہ کی تحویل و تفویض کے مختلف مرحلوں اور مختلف شعبوں میں صرف ان ہی لوگوں کو معمور کیا جانا چاہئے جو ایماندار ہوں اور جن پر بھروسہ کیا جاسکے۔

۳۔ محاصل لگانے کے ساتھ ہی ساتھ حکومت کی یہ کوشش بھی ہونی چاہئے کہ عوام کے لئے کام اور روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں، زراعت، صنعت اور مویشیوں کی افزائش نسل، ایسے شعبے ہیں جن کو مزید ترقی دینی چاہئے تاکہ عوام کی آمدنی میں اضافہ ہوتا رہے، عوام کی آمدنی بڑھے گی تو محاصل سے ہونے والی آمدنی میں بھی قدرتی طور پر اضافہ ہوگا۔

محاصل کی آمدنی میں اضافہ ہونے پر حکومت شہری و دیہی علاقوں کو مزید ترقی دینے کا کام کرسکے گی اور عوام الناس کو مزید شہری سہولتیں مہیا کی جاسکیں گی۔

حضرت علیؑ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ اسلامی حکومت کے افسروں اور حاکموں کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں عوام کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں کہ وہ اپنے ملک کے قدرتی وسائل کو ترقی دیں مثلاً پانی کے تالاب، جنگلات معدنیات اور قابل کاشت اراضیات وغیرہ کو، تاکہ پیداوار اضافہ ہو اور اس اضافے کے نتیجے میں عوام کی آمدنی بھی بڑھتی رہے۔ انہوں نے اپنی حکومت کے افسروں اور حاکموں کو سخت الفاظ میں متنبہ کیا تھا کہ وہ عوام کی آمدنی کے وسائل کو اپنی جاگیر یا ملکیت نہ سمجھ بیٹھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆